ناشر
یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ پوسٹ کوڈ 54000
بالمقابل چڑیا گھر - شاہراہ قائد اعظم - لاہور پوسٹ بکس نمبر 2074
فون: 042-6370371 فیکس: 042-6373310

ناشر: انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد۔ باغبانپورہ لاہور - پوسٹ کوڈ: 54920
فون: 042-6861584-042-336767

نفس کا مقابلہ
کر نفس کا مقابلہ ہاں بار بار تو
سو مرتبہ بھی ہار کے ہمت نہ ہار تو
اس کو پچھاڑ کے بھی نہ پچھڑا۱؎ ہوا سمجھ
ہر وقت اس پچیت۲؎ سے رہ ہوشیار تو
مجذوب رحمۃ اللہ علیہ
۱؎ چت گرا ہوا
۲؎ دغا باز

وعظ

تعلیم السنۃ

از

محی السنہ حضرت مولانا

شاہ ابرار الحق صاحب

دامت برکاتہم

☆

ناشر

انجمن احیاء السنہ رجسٹرڈ

نفیر آباد ـــــــ باغبانپورہ ـــــــ لاہور

نام کتاب ـــــــــ تعلیم السُّنّۃ

وعظ ـــــــــ محی السُّنّۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

مرتب ـــــــــ محمد افضال الرحمٰن

ناشر ـــــــــ انجمن احیاء السُّنّۃ نفیر آباد، باغبانپورہ لاہور

کتابت ـــــــــ محمد علی زاہد

اشاعت چہارم ـــــــــ جمادی الثانی سنہ ۱۴۲۵ھ بمطابق جولائی سنہ ۲۰۰۴ء

مِلنے کے پتے

لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ اِمدادیہ اشرفیہ

بالمقابل چڑیا گھر۔ شاہراہ قائدِ اعظم۔ لاہور۔ پوسٹ بکس نمبر :54000

پوسٹ بکس نمبر 2074 فیکس: 042-6370371 فون :042-6373310

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

فون :042-6861584 - 6551774

نگران اشاعت ڈاکٹر عبدالمقیم خلیفہ مجاز : عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

رہائش 32 راجپوت بلاک، نفیر آباد، باغبانپورہ۔ لاہور فون :042-6861584 - 042-6551774

Mobile:0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoo.com

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

زیر نظر کتاب تعلیم السنۃ مخدومنا و مرشدنا محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کا ایک گراں قدر وعظ ہے جو کہ ۱۱ ربیع الاوّل ۱۴۰۸ھ کو شہر ہردوئی میں ہُوا۔

حضرت والا مدظلہ، کو حق تعالےٰ نے سُنّتِ نبوی کی محبت اور اس کی اشاعت کے کام کو ایسا درد دل بنا دیا ہے کہ جس نے آپ میں ایک امتیازی شان پیدا کر دی ہے کہ شب و روز اسی کا تذکرہ ہے اور اُمّت مسلمہ میں اس کے احیا کی فکر و سعی ہے۔

درحقیقت قرآن پاک نے فاتبعونی یحببکم اللہ کے حکیمانہ ارشاد کے ذریعہ ہمیشہ ہی کے لیے حق تعالےٰ کی معرفت اور اس کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے ایک راہ متعین کر دی ہے اور وہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کہ انسان کی کامیابی و کامرانی کا راز تمام تر اسی میں مضمر ہے جس سے خود بخود یہ واضح ہو جاتا ہے کہ انسان اپنی فہم و بصیرت اپنے ادراک اور اپنی عقل سے جو بھی طریقہ ایجاد کرے گا وہ عنداللہ غیر مقبول ہے، منزل مقصود سے دُور کر کے بربادی تک پہنچانے والا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ ہی سے پُوری اُمّت کو قرآن حکیم کی متعین کردہ راہ پر چلنے کی تلقین کی جاتی رہی ہے۔

اسی سلسلہ میں حضرت محی السنۃ مدظلہ، کی نظر ثانی کے بعد اس وعظ کو شائع کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں، دوران تقریر جن احادیث و فقہی مسائل وغیرہ کو بیان کیا گیا کتابوں سے مراجعت کر کے حوالہ کے ساتھ ان کو لکھ دیا گیا ہے۔ حق تعالیٰ پوری اُمّتِ مسلمہ کو آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز راقم اور ان احباب کو کہ جن کی کوششیں اور مشورے اس سلسلہ میں شامل رہے ان سب کو حق تعالےٰ دارین کی فلاح و عافیت نصیب فرمائے۔ آمین

والسلام محمد افضال الرحمٰن، خادم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّہْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ - وَنَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا - اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ - بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا (پ ۲۱ ع ۱۹)

ترجمہ: تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ سے اور

روزِ آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتا ہو یعنی مومن کامل ہو اس کے لیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔

(بیان القرآن)

حضرات اس وقت قرآن پاک کی ایک آیتِ کریمہ پڑھی ہے مختصر طور پر چند باتیں بیان کرنا ہیں۔

دینی جلسہ کا علمی و عملی فائدہ

مگر اس سے پہلے ایک بات عرض کر دوں کہ لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے بہت سے لوگ جلسہ گاہ میں نہیں آتے اور کہتے ہیں کہ گھر پر آرام سے بیٹھے رہو، لیٹے رہو اور دین کی باتیں سُنتے رہو۔ اگر کوئی معذور ہو اور بیمار ہو اس کے لیے تو ٹھیک ہے لیکن دیکھئے ایک فائدہ ہے مجمع میں آنے کا اور ایک فائدہ ہے لاؤڈ اسپیکر کا کیوں کہ دو چیزیں ہیں ایک ہے علم اور ایک ہے عمل، دین کی باتیں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے سُن لیں تو آدھا فائدہ یعنی علم تو حاصل ہُوا مگر عملی فائدہ جب ہو گا جب کہ مجمع میں آ کر بیٹھے گا اور اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالی کہ ایک دفعہ گوپامئو[1] میں بیان کے لیے جانا ہُوا انتظام گاؤں کے باہر تھا سردی کا موسم تھا سردی زیادہ نہیں تھی شامیانہ لگا تھا اور قناتیں نہیں تھیں اور اس کی زیادہ ضرورت نہیں تھی جب جلسہ گاہ میں جانے کے لیے گاؤں کے باہر ہُوئے تو گاؤں کی چیزیں نظر آ رہی تھیں اور ایک الاؤ جل رہا تھا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ کچھ فاصلہ پر وہ الاؤ جل رہا ہے وہ نظر آ رہا ہے یا نہیں (مجمع سے آواز آئی کہ نظر آ رہا ہے) تو مَیں نے کہا کہ اس کا ایک فائدہ روشنی ہے اور دوسرا فائدہ گرمی ہے روشنی تو ہم کو مل رہی ہے ایک میل کی دُوری پر ہے لیکن گرمی کس کو ملے گی جو کہ اس کے پاس

[1] شہر ہردوئی سے جانب شمال میں ۲۴ کلومیٹر پر ایک تاریخی قصبہ ہے۔

ہے ۔ الاؤ کا فائدہ تو ہے کہ روشنی دُور تک جائے گی، راستہ بھولے ہوئے کو راستہ مل جائے گا مگر سردی نہیں دُور ہو گی جب تک کہ قریب میں آکر نہ بیٹھے ۔ اسی طرح جلسہ کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ کچھ دین کی باتیں ہمارے کان میں پڑ جائیں بعض دفعہ بہت سی باتیں معلوم نہیں ہوتیں نئی نئی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اور ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ کچھ باتیں پہلے سے معلوم ہیں مگر عمل نہیں ہوتا ہے تو عمل کی توفیق ہو جاتی ہے کیوں کہ دینی جلسوں اور اجتماعات میں بہت سے صالح اور نیک لوگ بھی جمع ہو جاتے ہیں کہ ان میں سے کسی کے قلب میں اللہ کی محبت زیادہ غالب ہے کسی پر خشیت کا غلبہ ہے کسی پر تواضع کا غلبہ ہے کسی پر صبر و شکر کا تو جب ان کے ساتھ بیٹھے گا تو کیا ان کے قلب کا اثر نہیں پڑے گا، جیسے کوئی شخص عطر لگا کر آئے تو اثر پہنچتا ہے یا نہیں جب کہ مثل مشہور ہے کہ خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے تو آدمی کو دیکھ کر آدمی رنگ نہیں پکڑے گا اس لیے جلسہ گاہ میں آنے سے انسان کے قلب کو قوت پہنچتی ہے اسی لیے یہ انتظامات کیے جاتے ہیں ورنہ آج کل تو بہت آسانی ہو گئی ہے کہ ہر زبان میں مضمون لکھ کر اس کو چھاپ کر گھر گھر بانٹ دیا جائے اس سے وعظ تو ہو گیا علم تو پہنچے گا مگر عملی حالت نہیں جائے گی ۔

جماعت میں سستی کا علاج

بعض مرتبہ آدمی جانتا ہے کہ یہ چیز بہت بُری ہے مگر عملی کمزوری کی وجہ سے اس کو چھوڑ نہیں پاتا ۔ اس کمی کو دُور کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بزرگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے ۔ چناں چہ بہت سے لوگ لکھتے ہیں اپنے پیر و مرشد اور بزرگوں کے پاس کہ ہماری نماز قضا ۔ ہو جاتی ہے جماعت چھوٹ جاتی ہے کوئی علاج بتلا دیجئے اچھا ہے کہ ہر ایک کی حیثیت کے لحاظ سے علاج بتلا دیا

جائے کہ اگر نماز قضا نہیں ہوتی ہے مگر جماعت چھوٹ جاتی ہے تو ایک روپیہ خیرات کرو، پاس روپیہ پیسہ نہیں ہے تو پھر ناشتہ بند کردو، یہ کیسی عجیب دوا ہے کہ پیسہ بھی بچا اور بیماری کا علاج بھی ہوگیا۔

عملی قوّت پیدا کرنے کا طریقہ

ایسے ہی انسان کے اندر عملی قوت وطاقت پیدا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اللہ والوں کے حالات کا مطالعہ کیا جائے بزرگوں کے حالات پڑھے جائیں سُنے جائیں بہت بڑی چیز ہے، اَب تو پڑھے لکھے لوگ زیادہ ہیں، سیرت پاک کو پڑھیے اور سُنیے دو ورق کا معمول مقرر کرلیجیے اگر ہم لوگ ایسا کریں کہ جو پڑھے ہُوئے ہیں وہ دو صفحہ دو ورق پڑھ لیں اور جو پڑھے نہیں ہیں سلسلہ وار سُنیں پھر دیکھیے کیسا نفع ہوتا ہے، آج آپ رات کی رانی کا درخت لگاتے ہیں تو آج ہی پھل پھول نہیں آتا کچھ دنوں کے بعد آتا ہے آج گیہوں کا بیج ڈالتے ہیں تو آج ہی پودا نہیں اُگتا ہے کچھ مدّت کے بعد اُگتا ہے، ٹی بی کے مریض کو آج انجکشن لگاتے ہیں تو فوراً اثر نہیں ہوتا ہے، مہینوں لگ جاتے ہیں فائدہ ہونے میں، ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپؐ کے حالات کو مسلسل پڑھیے، اس سے قلب پر اثر ہوتا ہے بہت کچھ اثر ہوتا ہے۔

ایک متبع سُنّت بزرگ کا واقعہ

آج کل عصر کے بعد ہمارے مدرسہ میں بیس منٹ کی مجلس ہوتی ہے اس میں احادیثِ پاک سُنائی جاتی ہیں ایک بزرگ گزرے ہیں مولانا شاہ اصغر حسین صاحبؒ، میاں صاحب کے نام سے مشہور تھے بہت بڑے عالم اور محدث تھے سُنّت کے عاشق تھے انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے، گلزارِ سُنّت کے نام سے جس میں ہر چیز کی سُنّت مثلاً کھانے اور سونے

وغیرہ کی سُنّتیں جمع کی ہیں ان کا عجیب واقعہ ہے آج بچّوں کو سنایا گیا کہ ان کے ایک بہت پُرانے بے تکلف دوست تھے مغرب کے بعد آتے تھے اور عشاؔ تک بیٹھتے تھے، گھنٹہ سوا گھنٹہ کی مجلس لگتی تھی، ایک دن حسبِ معمول مغرب کے بعد آئے تو میاں صاحب نے فرمایا کہ مولانا آج بات عربی میں ہوگی، اُن کو تعجب ہُوا کہ عربی میں بات کیوں ہوگی کوئی راز کی بات تو نہیں، عربی میں بات کرنے کی عادت کسی کو نہیں تھی اور جب عادت نہیں ہوتی ہے تو زبان نہیں چلتی۔ چناں چہ کوئی ضروری بات ہوتی تو کر کے خاموش ہو جاتے، روزانہ ایک گھنٹہ بیٹھتے تھے اُس دن آدھے گھنٹہ کے اندر رخصت ہونے لگے تو انہوں نے کہا حضرت میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آج آپ نے عربی کی قید کیوں لگائی۔ فرمایا کہ پہلے ایک مثال سنو پھر بتلاؤں گا کہ یہ قید کیوں لگائی۔ بات یہ ہے کہ ایک شخص ہے اللہ تعالےٰ نے اس کو بہت مال دیا ہے خوب اُڑاتا ہے خوب کھاتا پیتا ہے اور مال کو بغیر سوچے خرچ کرتا ہے اس نے ایک دن حساب لگایا کہ بیس ہزار میں سے ایک ہزار یا پانچ سو باقی رہ گئے ہیں تو اب فکر کرتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ بالکل خالی ہو جائے، آمدنی بڑھ جانے کے لیے کاروبار میں روپیہ لگا دیتا ہے اور سوچ سمجھ کر خرچ کرتا ہے، پھر فرمایا کہ بھائی ہم لوگوں کی عمریں اتنی ہو گئی ہیں دھیان نہیں اب تک خوب اُلٹی سیدھی ضروری وغیر ضروری باتیں کرتے رہے اب جائزہ لیا تو معلوم ہُوا کہ عمر تھوڑی رہ گئی ہے۔ کیوں کہ حدیث میں ہے کہ اس اُمّت کی عمروں کا اوسط ساٹھ اور ستّر کے درمیان کا ہے کچھ تھوڑے بہت اس سے آگے بڑھ جاتے ہیں لیکن زیادہ تر اوسط ساٹھ ستّر کے درمیان ہے اب عمر اتنی ہو گئی ہے اس لیے میں نے عربی کی قید لگائی کہ ضروری باتیں تو ہوں گی باقی وقت ذکر کے اندر لگے گا اور مجلس بھی جلدی برخاست ہو جائے گی چناں چہ آج ایسا ہی ہُوا ہے۔

اوقات کی قدر کرنی چاہیے

انسان میں اوقات کی قدر کتنی اہم بات ہے کس طرح سمجھایا کہ ہماری عمر بہت کم رہ گئی اب تو ذرا ان کو سوچ سمجھ کر صرف کرو، آخرت کا توشہ وسامان مہیا کرو اور دُنیا سے تعلق اُٹھاؤ ہٹاؤ، پہلے زمانہ میں سلفِ صالحین کی عمر چالیس سال کی ہوتی تھی تو آخرت کی فکر کرتے تھے اور کاروبار دوسروں کے سپرد کر دیتے تھے۔

اس لیے جو پینتالیس اور پچاس سال کے ہو گئے ہیں تو ان کے کتنے دن باقی رہ گئے ہیں، ان کو سوچ سمجھ کر خرچ کرے اور ایسے جو ساٹھ کے اُوپر ہو گئے ہیں ان کو تو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہر سال توسیع مل رہی ہے اور جو ستّر کے اوپر ہو گئے ان کو تو ہر روز توسیع مل رہی ہے، اس کی قدر کرنی چاہیے اور آخرت کی فکر کرنا چاہیے اسی کو شعر میں ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؎

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور اور جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے تابکے غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے تو توشہ سفر ہونے کو ہے اور ختم ہر فرد وبشر ہونے کو ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

موت کی حقیقت

موت پر ایک بات یاد آتی ہے کہ موت کے معنٰی ہٹنے کے ہیں مٹنے کے نہیں ہیں پچھلی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا ابھی تھوڑی دیر کے بعد ہم سب کا انتقال ہو جائے گا کہ بیان ختم ہونے کے بعد ہم سب جلسہ گاہ سے گھر میں چلے جائیں گے اسی طرح موت سے کون گیا، جسم تو گیا نہیں، وہ یہیں رہا بلکہ روح چلی گئی، مٹی نہیں، رحلت کے

معنیٰ کوچ کرنا، روح کے یہاں سے چلے جانے کے بعد اس کو جس جگہ رکھا جائے گا وہ بَرزخ ہے، جس طریقہ سے ایک گھر ہوتا ہے اور ایک جانے کی جگہ ہوتی ہے اور ایک درمیانی جگہ ویٹنگ رُوم ہوتا ہے اسی طرح دُنیا اور آخرت کے درمیان ایک منزل برزخ ہے جو گویا ویٹنگ رُوم کی طرح ہے، کہ دُنیا سے جانے کے بعد روح کے ٹھہرنے کی جگہ ہے، پھر انسان کے جسم کو قبر کے اندر رکھا جاتا ہے پھر وہ روح ڈالی جاتی ہے اور سوالات کیے جاتے ہیں ایک ملک سے دوسرے ملک میں آدمی جاتا ہے تو پاسپورٹ اور ویزا کی جانچ ہوتی ہے اسی طرح وہاں پوچھتے ہیں کہ اس عالم کے اندر آئے ہو تیاری کر کے آئے ہو کہ نہیں۔

حق تعالےٰ بہت رحیم ہیں

عجیب بات ہے کہ دُنیا کے اندر کوئی امتحان ہوتا ہے تو پہلے سے کوئی سوال نہیں بتلاتا ہے کیوں کہ ایسا کردے تو سب اوّل نمبر سے پاس ہوجائیں گے، جگہ کہاں سے دیں گے مگر اللہ تعالےٰ بہت رحیم و کریم ہیں چاہتے ہیں کہ سب ہی پاس ہوجائیں، وہاں جگہ کی تنگی نہیں ہے اس لیے پہلے ہی انبیاء کرام کے ذریعے بتلادیا کہ وہاں پوچھا جائے گا مَنْ رَّبُّكَ تمہارا پالنے والا کون ہے مَادِیْنُكَ تمہارا دین کیا ہے مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان بزرگ کے بارے میں کیا کہتے ہو اشارہ ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، جس درجہ کا ٹکٹ ہوتا ہے ویسا ہی ویٹنگ رُوم ہوتا ہے، اسی طرح آخرت کے سفر کے لیے، دُنیا میں رہ کر جتنی تیاری کی ہے ویسا ہی معاملہ ہوگا۔ چناں چہ حدیث میں ہے کہ جس نے ان سوالوں کے جواب صحیح صحیح دے دیئے تو حکم ہوتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا لہٰذا اس کے لیے جنت کا فرش بچھاؤ اور اس کو جنت کی پوشاک پہناؤ اور اس کے واسطے جنت کی

طرف ایک دروازہ کھول دو۔ چناں چہ جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے،
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے پاس جنت کی ہَوائیں اور خوشبوئیں آتی
ہیں اور حدِ نظر تک اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے جس شخص نے اپنا سبق یاد نہیں
رکیا ہے اور ان سوالوں کے جوابات نہیں دیئے تو اس کے لیے حکم ہوتا ہے کہ
یہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا فرش بچھاؤ آگ کا لباس اس کو پہناؤ اور اس کے
واسطے ایک دروازہ دوزخ کی طرف کھول دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
کہ دوزخ سے اس کے پاس گرم ہَوائیں اور بوئیں آتی ہیں اور فرمایا کہ اس کی قبر اس
کے لیے تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر، اُدھر کی پسلیاں
ادھر نکل آتی ہیں پھر اس پر ایک اندھا اور بہرہ فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے
پاس لوہے کا ایسا گرز ہوتا ہے کہ اس کو اگر پہاڑ پر مارا جائے تو وہ پہاڑ مٹی ہو
جائے اور وہ فرشتہ اس کو اس گرز سے اس طرح مارتا ہے کہ (اس کے چیخنے چلانے
کی آواز) مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سُنتی ہیں مگر جن والنسان نہیں سُنتے
اور اس مارنے سے وہ مُردہ مٹی ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر اس کے اندر رُوح ڈالی
جاتی ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۶۵۴)

نمازِ عصر کا اہتمام اور اس کا فائدہ

ایک اور حدیث میں ہے کہ
جب مُردہ کو قبر کے اندر دفن
کر دیا جاتا ہے تو اس کے سامنے غروب آفتاب کا وقت پیش کیا جاتا ہے چنانچہ
وہ مُردہ ہاتھوں سے آنکھوں کو ملتا ہُوا اُٹھ بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو تاکہ
میں نماز پڑھ لوں (ابن ماجہ صفحہ ۳۲۶) جو نماز کا پابند ہو گا وہ آسانی سے پاس
ہو جائے گا۔ مردہ کے سامنے غروب آفتاب کا وقت پیش کرنے سے نمازِ عصر
کی اہمیت اور اس کے اہتمام کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے۔ چنانچہ شارحِ مشکوۃ

ملّا علی قاریؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔ اِنَّ وَجْهَهُ الْاِشَارَةُ اِلٰی تَأَكُّدِ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَاِنَّهَا الْوُسْطٰی فَمَثَّلَ لَهُ آخِرَ وَقْتِهَا لِيَطْلُبَ صَلَاتَهَا اِعْلَامًا بِمَزِيْدِ فَضْلِهَا وَتَأَكُّدِهَا (مرقات صفحہ ۲۱۲ جلد ۱)

قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ (پ ۲) حفاظت کرو نمازوں کی اور خاص کر درمیانی نماز کی، اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے، بیچ کی نماز عصر کی نماز کیوں کہ اس کے ایک طرف دن کی دو نمازیں ہیں، ایک فجر اور ظہر، دوسری طرف رات کی دو نمازیں مغرب اور عشاء، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ خود رسول اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ صَلٰوةُ الْوُسْطٰی صَلٰوةُ الْعَصْرِ (ترمذی صفحہ ۲۵ جلد ۱) درمیانی نماز عصر کی نماز ہے۔ یوں تو ہر نماز کی پابندی کرے عصر کی خاص طور سے کرے تاکہ قبر کے اندر آسانی ہو جائے۔

ہر کام میں تین باتیں ہوتی ہیں

بات میں بات نکلتی جارہی ہے اس وقت خاص طور پر اس کی طرف توجہ دلانی تھی کہ ہر انسان خواہ کوئی بھی ہو مسلمان کی قید نہیں ہے، جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو تین باتیں اس کے ذہن میں ہوتی ہیں، مثلاً سفر میں جانا ہے تو کیا چاہتے ہیں عزّت کے ساتھ سفر ہو یا ذلت کے ساتھ، راحت کے ساتھ ہو یا مشقت کے ساتھ، تیسری بات یہ کہ جلدی راستہ طے ہو یا دیر میں، ظاہر ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ جس مقصد کے لیے جانا ہے وہاں جلدی پہنچے، یہی وجہ ہے کہ جب اسکولوں کی چھٹی ہوتی ہے تو ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ گھر جلدی پہنچیں، اگر بس میں جگہ نہیں ہوتی تو لٹک کر جاتے ہیں، تو تین باتیں ہر ایک کے ذہن میں ہوتی ہیں، جن کو قافیہ کے ساتھ مَیں نے اپنے مدرسہ میں بچوں کو یاد کرایا

ہے۔ عزت، راحت، عجلت۔

اصلی مقصد کیا ہے

یہاں پر سب اہلِ علم ہیں، اہلِ ایمان ہیں ان کا اصلی مقصد کیا ہے مقصد اصلی دو ہیں یا جنّت یا جہنّم۔ حکم ہے کہ نیک گمان رکھو، اتنے لوگ بیٹھے ہیں، کیوں بچّو بولو جنت میں جانا چاہتے ہو یا جہنم ہیں؟ آواز آئی کہ جنّت میں جانا چاہتے ہیں۔ جنّت جہاں آرام ہی آرام ہے، راحت ہی راحت ہے، جہنم جہاں تکلیف ہی تکلیف ہے جب سب کا مقصد جنّت ہے تو اس میں پہنچنے کے دو راستے ہیں ایک عزّت کا راستہ ہے اور ایک ذلّت کا راستہ ہے، ایک راحت کا راستہ ہے، ایک تکلیف کا راستہ ہے۔

گناہوں پر سزا ملے گی

ایک شخص کا انتقال ہُوا نماز روزہ کا پابند نہیں تھا، حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتا تھا شراب و زناکاری کا عادی تھا، غیبت، بہتان، چوری اور بہت سے گناہوں کا عادی تھا، اس کو قبر کا عذاب شروع ہو جاتا ہے، قبر سے مُراد گڑھا نہیں ہے اصل برزخ ہے اس کو عذاب تو وہاں ہوتا ہے، یہاں جسم پر کبھی کبھی عبرت کے لیے ظاہر کیا جاتا ہے، پھر میدانِ محشر کے اندر پریشانی ہوگی، پُل صراط پر چلیں گے تو جہنّم کے اندر گرا دیئے جائیں گے۔

مسلمان جہنم میں کیوں جائے گا

یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ مسلمان کو جہنم میں کیوں ڈالا جائے گا؟ بات یہ ہے کہ گندے کپڑے کو آپ جس طرح الماری میں نہیں رکھتے بلکہ پہلے صفائی کے لیے اس کو بھٹّی پر رکھا جاتا ہے، گرمایا جاتا ہے تپایا جاتا ہے، کوٹا جاتا ہے جس سے پاک وصاف ہو کر اب الماری کے اندر قرینے سے سجا کر لگایا جاتا

ہے، ایسے ہی گندے اخلاق مثلاً، حسد، تکبّر، کینہ وغیرہ اور گناہوں کی وجہ سے دل گندہ ہوگیا اور دُنیا میں رہ کر اس کی فکر نہیں کی بلکہ ایسی ہی حالت میں گیا ہے تو دل کی صفائی کی ضرورت ہے، طہارت کی ضرورت ہے' اس لیے جہنم کی بھٹّی میں ڈالا جائے گا۔ تاکہ پاک وصاف ہو جائے جب گندگیوں سے پاک ہو جائے گا تو جنّت کے اندر جائے گا۔

کون لوگ شفاعت کریں گے

جنت میں داخلہ سفارش سے ہو گا، حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ سب سے پہلے انبیاءِ کرام پھر علماءِ کرام پھر شہداء۔ اور حافظ کی بھی سفارش سے لوگ عذاب سے بچ جائیں گے اگر اُن کے اعمال صحیح ہوں گے، حدیث میں ہے کہ جو شخص قرآنِ پاک کو پڑھے اور اس کو حفظ کرے حق تعالے اس کو جنت میں داخل کریں گے اور اپنے دس اعزاء واقرباء کے لیے اس کی شفاعت قبول کریں گے جن کے لیے جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہے (ابن ماجہ صفحہ ۱۹) ناظرہ خواں کی بھی سفارش ہو گی اگر اُن کے اعمال اچھے ہوں گے تو وہ بھی جنت کے اندر جائیں گے ان کے ماں باپ بھی جائینگے۔

کیسا یہ انقلاب ہے

آج کل لوگ امریکہ کی بہت تعریف کرتے ہیں کہ اس کے آدمی چاند پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور اس کو بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ چاند آسمان کے نیچے ہے ہمارے یہ دینی مدارس ومکاتب کہ جس میں قرآن پاک حفظ کراتے ہیں، ناظرہ پڑھاتے ہیں۔ جن طلبائے قرآن حِفظ کرلیا اُن کو جنت کا پاسپورٹ مل گیا، ساتھ میں دس اعزاء کے لیے بھی مل گیا اور جنھوں نے ناظرہ پڑھ لیا، خود ان کو جنت کا پاسپورٹ مل گیا، ساتھ میں ان کے والدین کو بھی مل گیا، ان مدارس سے جنت کا پاسپورٹ ملتا ہے، جو کہ آسمان سے

اُوپر ہے۔ لیکن کوئی بھی ان کی تعریف نہیں کرتا اور نہ اس کو بڑا کارنامہ سمجھتا ہے۔
کیا ہی خوب کہا ہے۔

کیسا یہ انقلاب ہے　　دیکھ کے دل کباب ہے

جنّت کا آسان راستہ

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جنّت میں جانے کے دُو راستے ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ جنّت کی کی طرف عزّت سے پہنچنے، راحت سے پہنچنے، عجلت سے پہنچنے کا طریقہ کیا ہے اس کا طریقہ اہتمام سنت ہے، ساری زندگی پانچ تائ کے اندر آگئی ہیں اپنی طرف سے نہیں کہتا، قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۙ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا (پ۱۶ کہف) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ان کی مہمانی کے لیے فردوس کے باغ ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نہ وہاں سے کہیں جانا چاہیں گے۔

ایمان کی حقیقت

ایمان کے معنٰی جو چیز عالم میں جیسی ہے اس کو ویسا ہی ماننا، حقائق کو ماننا کہ اللہ تعالٰے ایک ہے، زمین و آسمان کا خالق ہے، انبیاءِ کرام کو بھیجا ہے، فرشتے ہیں، جنات ہیں، شیاطین ہیں، جنت ہے، جہنم ہے، پل صراط ہے، قرآن پاک اللہ کی کتاب ہے، یہ ہے ایمان آگے فرمایا۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور نیک کام کرتے رہتے ہیں نیک اعمال میں اعلیٰ درجہ سُنّت کا ہے یعنی سُنّت کا اہتمام اور التزام کیا

شاہی مہمان کا اعزاز ہوتا ہے

تو ایسے شخص کے لیے جنّت کے اندر شاہی مہمان خانہ ہوں گے، شاہی مہمان کو تکلیف نہیں ہوتی ہے بلکہ راحت ہی راحت ہوتی ہے، دیکھئے حکومت

سعودیہ عربیہ حکومتِ ہند کے پاس اطلاع بھیجے کہ اپنے ملک کے فلاں شہر کے فلاں آدمی یا فلاں ماسٹر یا فلاں انجینئر کو ہمارے یہاں بھیج دیجئے تو اس کی اطلاع اس شہر کے حاکم کے پاس بھیجی جائے گی اور وہ ان صاحب سے رابطہ کر کے اُن کی رضامندی اور جانے کی تاریخ معلوم کرے گا، اس کے بعد پاسپورٹ ویزا، ریزرویشن وغیرہ کا سب کام ہو جائے گا، کیا اس کو کوئی پریشانی ہوگی؟ نہیں! سعودیہ عربیہ کی حکومت کے بلانے کی وجہ سے اس کا مہمان ہو گیا تو اس حکومت میں اس کا اعزاز ہو رہا ہے کہ حکومت خود اس کے سارے انتظامات کر رہی ہے، جب ایک حکومت کے مہمان کے ساتھ یہ اعزاز و اکرام کا معاملہ ہے تو جس کی حکومت دونوں جہان میں ہو اس کے مہمان کا کیا کہنا، اللہ تعالیٰ کی حکومت وہاں بھی ہے اور یہاں بھی ہے۔

مزے دار زندگی کس کو ملے گی؟

جب وہاں اکرام و اعزاز کا معاملہ ہوگا تو کیا دُنیا میں نہیں ہوگا؟

اسی کو قرآن پاک میں فرمایا۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (پ ۱۴) جو لوگ ایمان لائے نیک کام کیے، حقائق ماننے والے ہیں، ایمان کے ساتھ متصف ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہم اس کو مزہ دار زندگی دیں گے دُنیا کے اندر، آخرت میں یہ اجر ہوگا کہ شاہی مہمان ہوگا پہلے سو فیصد ایسے لوگ تھے کہ ہر صحابی کی یہ شان تھی، ہر مومن ولی تھا، پھر انحطاط شروع ہوا تو تناسب میں کمی آگئی کہ ایسی شان کے لوگ نوّے فیصدی ہوئے پھر اور کمی آتی رہی، اب ہزار پانچ سو میں ایک ولی ہوتا ہے جن کو ہم بزرگانِ دین، اولیاء اللہ کہتے ہیں، اُن کی زندگی کو دیکھئے کہ دُنیا میں مزہ دار زندگی ہے، چین و سکون اور آرام کی زندگی ہے، ان کے پاس بڑے بڑے لوگ کروڑپتی

چین وسکون حاصل کرنے آتے ہیں، توجو ایمان لائے اور عمل صالح کرے اس کے لیے مزہ دار زندگی ہے، دُنیا میں اس کے لیے اعزاز ہے، آخرت میں اُن کے لیے جو ہوگا وہ تو ہوگا ہی ۔

ہر کام میں کسی کی نقل ہوتی ہے

جو آیتِ کریمہ میں نے پڑھی ہے، اسی پر بیان کرنا ہے کہ ہم لوگ دُنیا میں جو کام کرتے ہیں، سونا جاگنا، کھانا پینا، ختنہ عقیقہ، شادی وغیرہ، ان کو کسی بھی طریقہ سے کریں تو اس کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کو اس طرح کیوں کیا ہے، ظاہر ہے اس کے مختلف جوابات ہوں گے کوئی کہے گا ہماری پسند ہے اس لیے ایسا کیا ہے کوئی کہے گا کہ ہمارے باپ دادا کا یہی طریقہ ہے، کوئی کہے گا کہ ہمارے خاندان کا یہی طریقہ ہے، کوئی کہے گا کہ ہماری برادری کا یہی طریقہ ہے، کوئی کہے گا ہمارے صوبہ اور ہمارے ملک میں ایسا ہوتا ہے، کوئی کہے گا کہ ہم باہر سے آ کر یہاں رہے محلہ والوں اور دوست واحباب کو ایسا کرتے دیکھا وہی ہم نے کیا اور کوئی کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی سُنّت طریقہ ہے ۔

اعلیٰ ذات کی نقل کرے

اب خود فیصلہ کرو کہ کام تو کرنا ہی ہے تو کس کی نقل کرے، کسی شرابی یا کبابی کی، اچھے آدمی کی کرے یا بُرے آدمی کے بُرے عمل کی، نقل اس ذات کی کرے جو اعلےٰ درجہ کی ہو، اگر کوئی بچّہ کی نقل کرے تو کوئی اس کو اچھا کہے گا لوگ اس کو احمق کہیں گے اعلیٰ درجہ کا کون ہے جس کو دُنیا بھی تسلیم کرے وہ ذات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے

ایک لطیفہ

ایک کتاب امریکہ سے انگریزی زبان میں لکھی گئی [1] اس کا ترجمہ اُردو زبان میں ہُوا ہے، کتاب پر ایک لطیفہ یاد آ

---

[1] مصنف کا نام سیموئل نسنسن ولیم اے ڈی وٹ

گیا، ایک صاحب وہ کتاب لائے اور اس کو دیکھا کہ اس میں سو بڑے لکھّا تھا، اس نے کہا سُوبڑے کیا چیز ہے، اُن سے کہا میرے پاس لاؤ، وہ کتاب لائے اس کی پُشت پر سَوْ بڑے لکھّا تھا، اس کو وہ سُو بڑے پڑھ رہے تھے، یہ تو لیاقت تھی اُن کی۔

دُنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتی ہے

اس کتاب میں دُنیا کے سَوْ بڑے لوگوں کا نام لکھا ہے جس میں بڑے بڑے حکمأ اور دانش وروں کا اور بڑے بڑے انبیاء کرام کا نام ہے بڑے بڑے فلاسفر اور بادشاہوں کا نام ہے اور جن کو قوم کے لیڈران کہا جاتا ہے ان کا نام ہے۔ ان سب میں سب سے پہلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی ہے، دُنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتی ہے آپ کو بڑا تسلیم کرتی ہے۔

خلفائے راشدین کے طریقہ میں کامیابی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی، حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی، حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذواتِ قدسیہ کے سلسلے میں دُنیا یہ کہتی ہے کہ ان کے طریقے پر چلو فلاح پاؤ گے، ان کے طرز پر حکومت کرو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نمونہ ہے

اس لیے اتباع کِس کی کرے، اسی کو قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی یہ نمونہ ہے، میرے عزیزو دوستو! میں صرف توجہ دلانے کے لیے کہتا ہوں کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں، آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کا بتلایا ہوا اور نماز کے اندر درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھتے ہیں نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقہ پر پڑھتے ہیں، لیکن جب آتا ہے شادی اور عقیقہ کا وقت اس میں کس کا طریقہ اختیار کرتے ہیں اور جب وضع قطع اور لباس کا نمبر آتا ہے تو کس کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

داڑھی رکھنا واجب ہے

اسی طرح ایک چیز اور بھی قابلِ توجہ ہے وہ ہے شرعی داڑھی کہ لوگ اس کو اچھا تو سمجھتے ہیں مگر ضروری نہیں سمجھتے، حالاں کہ اتنی مہتم بالشان چیز ہے کہ جتنا ضروری وتر کی نماز ہے، جتنا ضروری عید الاضحیٰ کی نماز ہے عید الفطر کی نماز ہے اتنا ہی ضروری شرعی داڑھی بھی ہے اور واجب ہے، احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ وَوَفِّرُوا اللُّحٰی وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ (بخاری کتاب اللباس صفحہ ۵، ۸ جلد ۲) مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھیاں خوب بڑھاؤ اور مونچھوں کے بال کاٹ کر کم کرو

داڑھی نہ ہونے کا نقصان

کوئی رات کی رانی کی قلم لگائے اور ملیح آباد سے دسہری کے آم کی قلم لگائے اور ایک ماہ دو ماہ کے بعد اس پر قینچی چلاتا جائے تو کیا اس کے فوائد حاصل ہوں گے، اسی طرح شرعی داڑھی نہ ہونے سے اس کے جو فوائد ہیں وہ چلے جائیں گے اس کی محبوبیت چلی جائے گی، عظمت چلی جائے گی، اسی کو ایک بزرگ نے کہا ہے۔

اتباعِ غیر مسلم سے بس اب بیزار ہو	آشنائے یار ہو بے گانہ اغیار ہو
ہٹلر جابر نہ تو اسٹالن خونخوار ہو	خالد جانباز ہو تو حیدرِ کرار ہو

واجب کا اہتمام نہیں کرتے

سُنت کا ماشاء اللہ بہت اہتمام کیا جاتا ہے، نماز کی سُنتیں پڑھتے ہیں،

رمضان کے مہینہ میں تراویح کے اندر پُورا قرآن پاک کا سننا سُنت ہے، مہینہ بھر اس کے لیے مشقت برداشت کرتے ہیں، یہ ذوق وشوق قابلِ داد ہے مگر اس سے زیادہ عجیب بات ہے کہ واجب جس کا درجہ سُنّت سے بھی بڑھ کر ہے اس کا اہتمام نہیں کرتے، کیا بات ہے کہ وتر کی نماز کبھی قضا نہیں ہوتی داڑھی بھی اتنی ہی ضروری ہے اس کو نہیں رکھتے۔

شرعی داڑھی کیا ہے؟

شرعی داڑھی کیا ہے، داڑھی داڑھ سے شروع ہوتی ہے، دائیں بائیں اور سامنے ہر طرف بال ہوں، کتنے لمبے ہوں حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مُبارک اتنی بڑی تھی کہ کان یَتَخَلَّلُ لِحیَتَہٗ اتنی بڑی تھی کہ خلال کرتے تھے (فتح القدیر صفحہ ۲۵ جلد ۲) اسی لیے حکم ہے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اَلحَاصِلُ اَنَّ عَامَۃَ الکُتُبِ عَلٰی اَنَّ القَدرَ المَسنُونَ ھُوَ القُبضَۃُ (درمختار صفحہ ۱۵۵ جلد ۲) حاصل یہ ہے کہ عامہ کتب اس پر شاہد ہیں کہ قدر مسنون قدر واجب داڑھی میں مقدار ایک مشت ہے، جب داڑھی ایک مشت سے زائد ہو جائے تو کتروالے اس سے پہلے کتروائے گا تو گنہگار ہوگا۔ اَمَّا الاَخذُ مِنھَا وَھِیَ دُونَ القُبضَۃِ کَمَا یَفعَلُ بَعضُ المَغَارِبَۃِ وَمُخَنَّثَۃُ الرِّجَالِ فَلَم یُبِحہُ اَحَدٌ (فتح القدیر صفحہ ۲۷۰ جلد ۲) لیکن داڑھی کا کٹانا جب کہ وہ مقدار قبضہ سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مخنث قسم کے انسان یہ حرکت کرتے ہیں تو اس کو کسی نے بھی مباح نہیں قرار دیا ہے۔

ہم کس کی نقل کر رہے ہیں؟

ایک بات بتلاؤ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے ہم کو محبت ہے۔ اگر خواب میں ان کی زیارت ہو تو چہرہ کیسا ہوگا۔ اُسترہ

چلا ہُوا یا مشین چلا ہُوا، خود سوچو، صحابہ کرام اور خُلفائے راشدین کی زیارت ہو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو تو ان حضرات کا کیسا چہرہ ہوگا اور ہم کس کی نقل کر رہے ہیں اسی کو ایک بزرگ نے فرمایا۔

کبھی اغیار سے خالی کرے گا بھی کنارا آخر

تیرے پہلو میں ہوگا بھی کبھی تیر انگار آخر

اِسلامی تعلیم سب سے اچھّی اور نافع ہے

میرے عزیز دوستو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خُدا تعالےٰ نے نمونہ بنا کر بھیجا ہے، ایک ایک بات اور ایک ایک تعلیم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے وہ سب سے اچھّی اور سب سے زیادہ نافع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک تعلیم اور کسی ایک طریقہ کو لے لیجیے، پھر دُنیا والوں سے پوچھئے کہ اس سلسلہ میں تمہاری تعلیم کیا ہے، تمہارا طریقہ کیا ہے، دونوں کا موازنہ کر لیجیے، معلوم کر لیجیے کہ اعتبار سے فائدہ کس میں ہے خود معلوم ہو جائے گا، ڈاکٹر، انجینئر بڑے بڑے ماہر خاص طور پر جو لوگ اعمال کے فوائد جاننے والے ہیں، سب کے سب مانتے ہیں کہ اسلام اور شریعت کی تعلیم کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہیں، مثال کے طور پر کھانا کھاؤ تو حکم ہے کہ کوئی چیز چکھا لو پھر کھانا کھاؤ اور ہاتھ کو دھو لو حکم ہے کہ ابھی نماز نہیں پڑھنا ہے صرف کھانا کھانا ہے، ہاتھ دھو لو اور ہاتھ دھونے کے بعد اس کو پوچھو مت، اب ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ ہاتھ کو پونچھنے سے جراثیم لگ جاتے ہیں، سیکڑوں سال میں دُنیا والے جہاں پہنچے شریعت نے پہلے ہی بتلا دیا کہ ہاتھ کو نہ پوچھا کرو، اسی طریقہ سے تین انگلیوں سے کھاؤ، چھوٹا لقمہ کھاؤ آسانی سے چبایا جائے اطمینان سے، اگر بڑے بڑے بڑے لقمے کھاؤ گے کیا ہوگا، چھوٹے چھوٹے سو لقمے لو تو کوئی حرج نہیں ہے

لوگوں کی نگاہ میں نہیں جاؤ گے اور اگر پانچ لقمے بڑے بڑے لیے تو معاملہ خراب ہو جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ میں نفع ہی نفع ہے اس لیے سُنّتوں کی اشاعت کیجیے، سُنّت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

آخری بات

اپنے اپنے مکاتب اور اپنے اپنے گھروں میں بچّوں کو ایک ایک سُنّت بتائی جائے، یاد کرائی جائے، علماء سے پوچھے معلوم کیجیے، اُن سے جو سُنّت معلوم ہو جائے، اس کو اپنی مسجد اور اپنے گھر میں سُنائیے اور عمل کیجیے، ایک بلب لگائیں گے، تو اس کی روشنی دوسروں تک پہنچتی ہے تو اگر سُنّت کا ایک بلب لگائیں گے تو کیا دوسروں کو فائدہ نہ ہوگا اس کے آس پاس فیض نہیں پہنچے گا، حدیث کے اندر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَرَکْتُ فِیکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۱ جلد ۱) جب تک تم قرآن پاک کو اور حدیث کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے کبھی سرگرداں وحیران وپریشان نہ ہو گے، خیال تھا کہ تھوڑی دیر بیان کروں گا کیوں کہ ایک نکاح میں جانا تھا، لیکن وہاں مہمانوں کے آنے میں دیر ہو گئی، اس وجہ سے یہ ارادہ کیا کہ پہلے یہاں بیان کر دوں بعد میں وہاں جاؤں، بس اب میں بیان ختم کر رہا ہوں حق تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

چند اہم تعلیماتِ دینی

۱ ۔ جس نے کہنا مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے کہنا مانا اللہ تعالیٰ کا ۔ (پ ۵، ع ۸)

۲ ۔ وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور نیک کام کرنے کی نصیحت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے (ترندی شریف)

۳ ۔ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان بھائی کو مالی یا جانی نقصان پہنچائے یا فریب کرے (ترندی شریف)

۴ ۔ دنیا میں اس طرح رہو جیسے مسافر رہتا ہے (جامع الصغیر)

۵ ۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں ۔ بخاری

۶ ۔ ماں باپ کی ناراضگی کا وبال دنیا میں بھی آتا ہے (مشکوٰۃ شریف)

۷ ۔ غنیمت سمجھو پانچ چیزوں کو پانچ چیزیں آنے سے پہلے ۔

- زندگی کو موت سے پہلے
- تندرستی کو بیماری سے پہلے
- فراغت کو مشغولی سے پہلے
- جوانی کو بڑھاپے سے پہلے
- مالداری کو فقر سے پہلے (جامع الصغیر)

القول العزیز
نفس کا مارِ سخت جان دیکھ ابھی مرا نہیں
غافل اِدھر ہوا نہیں اُس نے اُدھر ڈسا نہیں
سوچ سمجھ کر چل ذرا سہل نہیں ہے راہِ عشق
دیکھ سنبھل کر رکھ قدم چوکا کہ بس گرا نہیں
اے سانپ
مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

القول العزیز

ہاں مجھے مثلِ کیمیا خاک میں تُو ملائے جا

شان میری گھٹائے جا رُتبہ میرا بڑھائے جا

سب ہو حجاب بر طرف دیکھوں تجھی کو ہر طرف

پردے یُونہی اُٹھائے جا جلوے یُونہی دکھائے جا

کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تیری نظر

تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ